مطبوعات

اقبال اور مسئلۂ تعلیم
مؤلف: جناب محمد احمد خان
باہتمام: اقبال اکادمی۔ پاکستان
۹۰۔بی۔گلبرگ ۳۔ لاہور
ضخامت: بڑے سائز کے سوا چھ سو صفحات
معیار: کاغذ اچھا۔ طباعت ٹائپ میں
مجلد مع گرد پوش
قیمت: ۷۱/- روپے

پچھلے دنوں ادارہ معارفِ اسلامیہ کے تحت تحقیقی و تصنیفی کام کے جب نقشے اور گروپ بنائے گئے تو میرا تجویز کردہ ایک عنوان یہ تھا کہ "علامہ اقبال اور مولینا مودودی کی فکری مماثلتیں" اس عنوان کے تحت مسئلۂ تعلیم کو اہمیت حاصل تھی۔ اچھا ہوا کہ آج ہمارے سامنے "اقبال اور مسئلۂ تعلیم" کے موضوع پر ایک ضخیم تالیف موجود ہے۔ جس کے مؤلف بیس سال پہلے ایک کتاب "اقبال کا سیاسی کارنامہ" پیش کر چکے ہیں۔ اور فی الوقت "اسلامی قوانین اور اقبال" کے موضوع پر کام کر رہے ہیں۔

غلام السیدین کی انگریزی کتاب (اقبال کا فلسفۂ تعلیم) مطبوعہ ۱۹۳۶ء کے بعد اسی راستے پر محمد احمد خاں صاحب نے مزید اقدام کیا ہے۔

اس ضخیم کتاب میں تعلیم کے متعلق نظم و نثر میں بیان کردہ علامہ اقبالؒ کے بیشتر افکار آگئے ہیں۔ اقبال کا مطالعہ یا اقبال کے تعلیمی (خصوصاً) اور دیگر نظریات (عموماً) پر تحقیقی کام کرنے والوں کو اس سے خاص مدد ملے گی۔ مسئلۂ تعلیم پر اس کتاب میں اقبال کے اسلامی نظریات کے ساتھ تقابلاً جدید نظریات سے بھی تعرض کیا گیا ہے۔ مگر اچھا ہوتا کہ جدید تعلیمی نظریات پر مواد مرتب کرتے وقت جدید نظریۂ تعلیم کے ماہرین و فاضلین کا بھی تعاون حاصل کیا جاتا جو آج لاہور ہی کی یونیورسٹیوں میں خاصی تعداد میں موجود ہیں۔

سیکولرازم کی بحث مطالعۂ اقبال کے لحاظ سے بھی، اور علامہ کے تعلیمی نظریات کے لحاظ سے بھی

بڑی اہم ہے۔ میں نے اس حصے کو ایک نظر دیکھا۔ سیکولرازم کا اصل مقصود لبرلزم ہے، یعنی تمام دینی و اخلاقی تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنی سوچ بچار اور اپنی مرضی سے راستہ متعین کرنا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے کوئی سرکش لاڈلا بچہ پوری طرح بگڑ جانے کے بعد والدین، بزرگوں اور بھائی بہنوں کی ہدایت اور مشوروں سے چھٹکارا پانے کے لیے گھر سے بھاگ نکلتا ہے۔ سیکولرازم دراصل ذہنی طور پہ یورپ کے بگڑے ہوئے انسان کا مذہب و اخلاق سے فرار ہے، اور مفرور نے جو راستہ اختیار کیا وہ لبرلزم ہے۔ میرا خیال ہے کہ خود لبرلزم پر وسیع گفتگو کی ضرورت تھی۔ خوش قسمتی سے ایسی ایک مفید و تحقیقی بحث اردو میں وجود پا چکی ہے۔ محمد احمد خاں صاحب کی رسائی اس تک نہیں ہو سکی۔

ولادتِ علامہ اقبال کی صد سالہ تقریبات کی کمیٹی کے پروگرام کے تحت مقررہ وقت پر اتنے اہم موضوع پر ایسی ضخیم کتاب لانے میں جو عجلت برتی گئی ہے اس کا ایک رنگ یہ ہے کہ تحقیقی رنگ زور سے نہیں ابھرا۔ اور اس سے نمایاں کمی یہ ہے کہ مؤلف کی توضیحی تحریروں میں اس کا اپنا تخلیقی رنگ بھی نمودار نہیں ہوا۔ خصوصاً یہ بات تو عام شارحینِ اقبال کی طرح کی ہے کہ علامہ کے اشعار یا نثر پاروں کو لکھنے کے بعد اُن کے طویل ترجمے ساری کتاب میں ملتے ہیں۔ حالانکہ ایک تحقیقی کتاب میں اس کی ضرورت نہ تھی۔ اقتباسات دے کر، یا اقبال کی بعض خاص اصطلاحات کو پیش کر کے اُن پہ بحث چھیڑ دینی چاہیے تھی۔ وہ عام لوگ جنہیں نگارشاتِ اقبال کے ترجموں اور تشریحوں کی ضرورت ہے وہ اپنی ضرورت کی کتابیں بازار سے لے سکتے ہیں، بلکہ تحقیقی کار کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ فکرِ اقبال کے کسی پہلو کو اجاگر کرنے کے لیے ایسا طریقِ کار تخلیق کرتا ہے کہ پڑھنے والوں کی ساری توجہ خود اُس کے نکات و معارف پر مرتکز ہو جاتی ہے جو درحقیقت نئے حالات میں خود اقبال ہی کی ترجمانی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

میرے ان مختصر اشارات سے مؤلف یا قارئین کو ہرگز یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اقبال اور مسئلۂ تعلیم کوئی معمولی اور سرسری کتاب ہے۔ اقبالیات میں یہ ایک ایسا اضافہ ہے کہ اسے اساتذہ، طلبہ، مصنفین، صحافیوں، دانشوروں اور ذوقِ مطالعہ رکھنے والے بیدار دل پیر و جوان کو ضرور پڑھنا چاہیے۔

میں اس کتاب کے لکھنے پر محمد احمد خاں صاحب کو اور اقبال اکیڈمی کو مبارک باد کہتا ہوں۔

مسلمان تاریخ نویس
مؤلف: پروفیسر سعید اختر
ناشر: قومی کتب خانہ لاہور
قیمت مجلد ۸/- روپے

پروفیسر محمد سعید اختر بہت سی مفید کتابوں کے مؤلف ہیں۔ بالعموم انہوں نے اعلیٰ درجوں کے طلبہ کی ضروریات کو سامنے رکھ کر خاص خاص موضوعات پر کام کیا ہے۔ لیکن کتابیں ایسی ہیں جو عام دلچسپی کا دامن بھی کھینچتی ہیں۔

پیش نظر کتاب میں سلف کے ۴۳ مشہور مسلم مورخین کے مختصر حالات درج کیے گئے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ تاریخ سے مسلمانوں کو خصوصی دلچسپی تھی، نیز روایات کو پرکھنے کے اصول بھی انہیں علم حدیث سے ملے۔ اس طرح مسلم مؤرخین کا فن ایک خاص شکل میں پروان چڑھا۔ مؤلف نے خوب کام کیا ہے کہ ان فاضل مؤرخین کے حالات جمع کیے ہیں۔ ان مؤرخین کے کام کے متعلق علماء متاخرین کی آرا بھی اجمالاً درج کر دی گئی ہیں۔

(بقیہ رسائل و مسائل)

گھر ملوتر کے، عمارت، دوکان، مالِ تجارت۔ غرض یہ کہ ہر قسم کی املاک میں اختیار کی جا سکتی ہے بہت سی فیکٹریاں اور لمیٹڈ کمپنیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن میں شخصی ملکیت اور وراثت وغیرہ کے سارے اصول مدنظر رکھے جاتے ہیں، مگر وہ چیزیں اپنی ایک خاص شکل میں نسلاً بعد نسلٍ موجود رہتی ہیں۔ کوآپریٹو فارمنگ اور تعاون باہمی کے اصول پر بھی متعدد مالکان اپنی املاک سے اجتماعی انتفاع کر سکتے ہیں۔

وراثت کا مطلب لازمی تقسیم نہیں ہے۔ وراثت کا مطلب فقط یہ ہے کہ ہر وارث کا حقِ وراثت محفوظ اور مسلّم ہے۔ بہت سے مالکان یا وارثان چاہیں تو جدید آلاتِ زراعت کو استعمال کرتے ہوئے بڑے بڑے رقبوں کو یک جا انتظام میں رکھ سکتے ہیں، اور ان سے ہر طرح کی پیداوار اور ثمرات حاصل کر سکتے ہیں۔